Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ **الفضل** ربوہ
(ایڈیٹر): نسیم سیفی
فون: ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۴/۳۹ | جمعرات ۱۷ ربیع الاول ۱۴۱۰ ھ ، ۱۹ اخاء ۱۳۶۸ ہش ، ۱۹ اکتوبر ۱۹۸۹ء | نمبر ۲۳۷

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"شرک یہی نہیں کہ بتوں کی پوجا کی جاوے بلکہ سخت شرک اور بڑا مشکل مرحلہ تو نفس کے بت کو توڑنا ہوتا ہے۔ تم ذاتی محبت خریدو اور اپنے اندر وہ قلق وہ سوزش وہ گداز وہ رقت پیدا کرو جو ایک عاشقِ صادق کے اندر ہوتی ہے۔ دیکھو کمزور ایمان جو طمع یا خوف کے سہارے پر کھڑا ہو وہ کام نہیں آتا۔ بہشت کی طمع یا دوزخ کا خوف وغیرہ امور پر اپنے ایمان کا تکیہ نہ لگاؤ بھلا کبھی کسی نے کوئی عاشق دیکھا ہے کہ وہ معشوق سے کہتا ہو کہ میں تو تجھ پر اس واسطے عاشق ہوں کہ تو مجھے اتنا روپیہ یا فلاں شے دیدے۔ ہرگز نہیں۔ دیکھو ایسی طبعی محبت پیدا کرلو جیسے ایک ماں کو اپنے بچہ سے ہوتی ہے۔ ماں کو نہیں معلوم ہوتا کہ وہ کیوں بچہ سے محبت کرتی ہے۔ اس میں ایک طبعی کشش اور ذاتی محبت ہوتی ہے۔

دیکھو اگر کسی ماں کا بچہ گم ہو جاوے اور رات کا وقت ہو تو اسکی کیا حالت ہوتی ہے جوں جوں رات زیادہ ہوگی اور اندھیرا بڑھتا جاوے گا اسکی حالت دگرگوں ہوتی جاوے گی گویا زندہ ہی مرگئی ہے۔ مگر جب اچانک اس سے اس کا فرزند مل جاوے تو اسکی وہ حالت کیسی ہوتی ہے۔ ذرا مقابلہ کرکے تو دیکھو پس صرف ایسی محبت ذاتی اور کامل ایمان سے ہی انسان دارالامان میں پہنچ سکتا ہے۔ سارے رسول خدا تعالیٰ کو اس لئے پیارے نہ تھے کہ ان کو الہامات ہوتے تھے ان کے واسطے مکاشفات کے دروازے کھولے گئے ہیں یا نہیں بلکہ اُن کی ذاتی محبت کی وجہ سے وہ ترقی کرتے کرتے خدا کے معشوق اور محبوب بن گئے تھے۔ اسی واسطے کہتے ہیں کہ نبی کی نبوت سے اس کی ولائت افضل ہے

(ملفوظات جلد پنجم صہ ۱۷۵-۱۷۶)

جماعت احمدیہ منڈی بہاؤالدین کے دو احمدی احباب کی گرفتاری

دو سال قبل فوت ہونیوالے احمدی کی قبر پر کلمہ لکھا ہونے کا الزام

منڈی بہاؤالدین کی جماعت احمدیہ کے تین افراد پر مقدمہ درج کرکے ان میں سے دو کو اس لئے گرفتار کر لیا گیا کہ دو سال قبل فوت ہونے والے ایک احمدی کی قبر پر جو کتبہ لگا ہوا ہے اس پر کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہے۔ مقامی مجسٹریٹ نے درخواست ضمانت مسترد کردی۔ گرفتار شدگان میں سے ایک احمدی بزرگ کی عمر ۸۰ سال ہے۔

تفاصیل کے مطابق دو سال قبل منڈی بہاؤالدین میں شیخ طاہر حسین ابن شیخ منور حسین کی قبر پر کتبہ لگایا گیا جس پر کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہے۔ اس بناء پر جماعت کے تین افراد مکرم مظہر حسین جاوید ابن شیخ منور حسین، مکرم اللہ لوک صاحب آف داسو اور مکرم محمد روشن صاحب آف داسو پر ۶ اکتوبر کو ۲۹۸ سی کے تحت مقدمہ درج کیا گیا اور دو افراد اللہ لوک آف داسو اور محمد روشن آف داسو کو گرفتار کرکے ختم نبوت کے علماء اور پولیس نے یہ کتبہ اکھاڑ لیا۔ شیخ مظہر حسین جاوید صاحب نے عبوری ضمانت قبل از گرفتاری کرالی۔ دونوں کی درخواست ضمانت مجسٹریٹ نے رد کردی۔ ان میں سے محمد روشن صاحب کی عمر ۸۰ سال ہے

دعوت الی اللہ کی نصیحت اور اس پر عمل کا جائزہ

ارشادات سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

یورپ کے سب ممالک کے اس مختصر دورہ میں مَیں نے خصوصیت سے اس بات پر نظر رکھی کہ جماعت کو جو بار بار دعوت الی اللہ کی نصیحت کی جاتی ہے اس کا کس حد تک عملاً اثر ظاہر ہوا ہے۔ چنانچہ مَیں نے ہالینڈ، جرمنی، سویڈن، ڈنمارک اور اب ناروے میں ملاقاتوں اور جماعت سے گفت و شنید کے دوران یہ اندازہ لگایا کہ ابھی جماعت کی بھاری اکثریت عملاً دعوت الی اللہ کے کاموں میں مشغول نہیں اور اگر یہ کہا جائے کہ پچانوے فیصد جماعت اس کام سے غافل پڑی ہے اور سنجیدگی سے حصہ نہیں لے رہی تو مبالغہ نہ ہوگا۔ بعض ملکوں میں ممکن ہے یہ نسبت اور بھی خراب ہو مگر جن میں کام شروع ہو چکا ہے ان میں بھی بمشکل پانچ فیصد احمدی ایسا ہے جو فی الحقیقت دعوت الی اللہ کا حق ادا کر رہا ہے۔ اس سلسلہ میں مَیں براہِ راست جماعت کو امراء مربیان اور صدرانِ جماعت اور دیگر عہدے داران کو توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ جب بھی تکرار سے کسی بات کی طرف توجہ دلائی جائے تو اسے بھلانا اچھی بات نہیں اور اگر یاد دہانی میں کچھ دیر ہو جائے تو پھر سستی دکھانا کہ اب ہماری جواب طلبی نہیں ہوگی یہ درست بات نہیں ہے۔

جواب طلبی کا دینی نظام

جواب طلبی کا دینی نظام جواب طلبی کے عام دنیاوی نظام سے مختلف ہے۔ دنیاوی جواب طلبی کے نظام میں بعض دفعہ کاغذات داخل دفتر ہو جاتے ہیں۔ بعض دفعہ افسروں کو بات بھول جاتی ہے اور انسان ایک نافرمانی کے باوجود پکڑ سے بچ جاتا ہے، لیکن (دین حق) میں جواب طلبی کا جو نظام ہے اس کی رُو سے ہر انسان پر فرشتوں کے پہرے ہیں جو صبح و شام خدا تعالیٰ کے بنائے ہوئے طریق کے مطابق انسان کے حالات کا جائزہ درج کرتے رہتے ہیں۔ کوئی شے ان کی نظر سے اوجھل نہیں اور کوئی بات بھی ایسی نہیں جس کی ان کو یاد دہانی کی ضرورت پڑے چنانچہ جو عام امور خدا تعالیٰ نے بندے کو کرنے کے لئے کہے ہیں ان کا ایک سوال نامہ بھی ساتھ ساتھ تیار ہوتا چلا جا رہا ہے۔"

خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۸ اگست ۱۹۸۶ء

روزنامہ الفضل ربوہ | پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقامِ اشاعت: دارالنصر غربی ربوہ، قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۹؍ اخاء ۱۳۶۸ ہش ۱۹؍ اکتوبر ۱۹۸۹ء

خوراک کا عالمی دن

چند روز ہوئے خوراک کا عالمی دن منایا گیا۔ پاکستان میں بھی اور دنیا کے باقی ۱۴۹ ملکوں میں بھی۔ موضوع تھا زراعت۔ ماہی گیری اور جنگلات۔ اور عالمی ادارے کے ڈائریکٹر جنرل نے کہا کہ ہمیں خوراک زیادہ اُگانی چاہیئے اور ایسا کرتے ہوئے زمین کی اُگانے کی اہلیت کو بھی قائم رکھنا چاہیئے۔ ہمیں زیادہ جانور پالنے چاہئیں اور ایسا کرتے ہوئے اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ چراگاہیں بنجر زمین نہ بن جائیں۔ ہمیں چاہیئے کہ مچھلیوں کی افزائش کا انتظام کریں لیکن ایسا کرتے ہوئے زندگی کے پانی کو گدلا نہ کیا جائے۔

یہ بھی بتایا گیا ہے کہ گذشتہ سال دنیا کی آبادی پانچ ہزار ملین ہو گئی تھی جبکہ ۱۹۵۰ء میں صرف اڑھائی ہزار ملین تھی۔ اور سن ۲۰۰۰ء تک آبادی ۶۰۰۰ ملین ہو جائے گی۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ آج سے سات آٹھ سال قبل دنیا بھر میں ۴۶۵ ملین لوگ ایسے تھے جنہیں پوری خوراک نہیں ملتی تھی۔ آج شائد اس سے بہت زیادہ تعداد ایسے لوگوں کی ہو گی جو پیٹ بھر کر نہیں کھا سکتے۔

مسئلہ صرف آج کا نہیں ہے۔ کل کا بھی ہے۔ اگر ہم کل کا خیال نہ کریں اور اس کے لئے کوشش نہ کریں تو یقیناً تاریخ ہمیں معاف نہیں کرے گی۔ اگرچہ یہ درست ہے کہ ہم میں سے کوئی ایک فرد اس مسئلہ کو حل نہیں کر سکتا لیکن یہ بات بھی بالکل درست ہے کہ چونکہ افراد مل کر ہی ساری آبادی بنتی ہے اس لئے اگر ہر فرد وہ کچھ کرے جو وہ کر سکتا ہے تو یقیناً ساری دنیا کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔

سب سے پہلی بات تو ہم یہ کر سکتے ہیں کہ جو کچھ ہمارے پاس ہے اسے ضائع نہ کریں اسے اس طرح استعمال کریں کہ ہر ذرّہ اپنی افادیّت سے متمتع کرے۔ گھروں میں دعوتوں پر ــ ہوٹلوں میں جس قدر کھانا ضائع جاتا ہے اگر اسے محفوظ رکھا جا سکے تو یقیناً وہ لوگ جنہیں پیٹ بھر کر کھانا نصیب نہیں ہوتا وہ بھی ہماری طرح خوراک سے مستفید ہو سکیں گے۔

عالمی دن اس لئے منائے جاتے ہیں کہ ہماری توجہ کو کسی خاص مسئلہ پر مرکوز کیا جائے۔ خوراک کا عالمی دن منانے کے بعد ہمیں خوراک کی طرف معمول سے زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ خدا کرے کہ ہر شخص پیٹ بھر کر کھانا کھا سکے۔ یہ ہر شخص کا بنیادی حق ہے۔

لبنان کو درکار ہے اب کوئی سہارا
طائف ہی میں اس کشتی کو مل جائے کنارا
اللہ اسے ہر نظرِ بد سے بچائے
اور اس کا سکوں اس کو میسّر ہو دوبارہ

ابوالاقبال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مدحتِ خیرُ البشر صلی اللہ علیہ وسلم

امام از کیا خیرُ البشر محبوبِ یزدانی
نہیں ادراک رُتبے کا ترے مقدُورِ انسانی

خدا کے بعد تجھ سے کوئی افضل ہو نہیں سکتا
ہیں شاہد تیری عظمت پر سبھی آیاتِ قرآنی

خدا ہی کے لئے تیرا تکلّم اور تعامل تھا
مرے آقا تری ہر بات تھی تفسیرِ قرآنی

ترے کردار سے روشن ہوئیں اخلاق کی قدریں
ہوا اقوال سے کشفِ غطائے رازِ پنہانی

کہوں کیا تھے ترے افکار اور اشغال کے مرکز
خدا طلبی۔ خدا جوئی۔ خدا بینی۔ خدا دانی

عرب کے تیرہ و تاریک دِل لوگوں کو تُو نے ہی
نکالا قعرِ ظلمت سے بنایا ان کو نورانی

وہ جن کی ضرب سے ٹوٹا غرورِ قیصر و کسریٰ
سکھایا تھا تجھی نے ان کو آئینِ جہانبانی

غلاموں کو کیا آزاد لیکن اہلِ حکمت کو
پسند آئی دل و جاں سے ترے ہی گھر کی دربانی

ذلیل و خوار اور ناکام دشمن ہو گئے سارے
تجھے ہر گام پر حاصل ہوئی تائیدِ ربّانی

غلامی تیری خالدؔ کو ہے ہر اعزاز سے پیاری
کہ رُتبے میں تری چوکھٹ ہے رشکِ تاجِ سلطانی

خالد ہدایت بھٹی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی

قسط نمبر ۲

حضرت چوہدری نصر اللہ خان

دنیا اپنی تمام خوبصورتیوں اور دلکش اداؤں کے ساتھ ان کے سامنے پیش ہوئی۔ مگر انہوں نے باوجود قدرت و قوت کے اسے پرے پھینک دیا۔ یہ تھی حقیقی قربانی۔ یہ تھا گھر پھونک تماشہ دیکھنے کا نظارہ۔ میں نے ایک حریص جاہ و مال کو دیکھا ہے کہ اس نے اپنی تقریروں میں بارہا کہا کہ میں نے چلتی وکالت پر لات ماری اور گھر پھونک تماشہ دیکھا۔ خدمت دین کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا۔ مگر جاننے والے جانتے ہیں کہ ان ساحرانہ الفاظ میں حقیقت کس قدر ہے۔ چوہدری صاحب نے یہ قربانی کی۔ اور کبھی ظاہر بھی نہ کیا کہ کیا کیا ہے؟

وہ شخص جو اپنی خداداد دولت وحشمت اور خداداد عزت و وقار کے لئے اپنے ہمعصروں میں ممتاز تھا۔ اور اپنی خاندانی حیثیت سے اپنی قوم کا عزیز اور محبوب تھا۔ جس کے لئے حکومت کی طرف سے کسی خطاب یا آنریری خدمت کا حاصل کر لینا نہایت سہل تھا۔ وہ دنیا کی تمام مالوفات کو چھوڑ کر باوجود امیر ہونے کے فقیر ہو گیا اور در محبوب پہ دھونی رما کر بیٹھ گیا۔

خدمت سلسلہ کیلئے وقف زندگی

کاروبار کا ترک محض اس لئے کیا تھا کہ اب خدمت سلسلہ کے لئے عملاً زندگی وقف کر دی جائے۔ چنانچہ انہوں نے تمام جماعت کو اس کا عملی سبق دیا۔ اور قادیان آکر مرکزی کاموں میں حصہ لیا۔ انہوں نے کبھی یہ خواہش نہیں کی کہ کیا کام ان کو دیا جائے۔ اور اپنے فرائض منصبی کی بجا آوری میں اپنے مقام اور کام کے لحاظ سے انہوں نے کبھی کسی نمائش کو پسند نہ کیا۔ صیغہ جات نظارت میں وہ ناظر اعلیٰ تھے۔ جو کام کے لحاظ سے سب سے بڑا عہدہ ہے۔ اور صدر انجمن احمدیہ کے پریذیڈنٹ تھے۔ مگر سچ یہ ہے کہ باوجود اپنے اس اعلیٰ مقام کے وہ اپنے آپ کو عام افراد سے ممتاز نہ سمجھتے تھے۔ یہ معمولی امر نہیں۔ بلکہ نہایت ہی اعلیٰ درجہ کی بات ہے۔ انہوں نے اس منصب کو حکومت کا مقام نہیں سمجھا۔ بلکہ خدمت کا مقام۔ اور یہی وجہ ہے کہ جماعت کا ہر فرد ان کے لئے اپنے دل میں بے حد عزت اور عظمت رکھتا تھا۔ اور نہایت محبت کے ساتھ ان کو دیکھتا تھا۔ میں نہایت جرأت سے یہ کہتا ہوں کہ افراد جماعت کو چوہدری صاحب قبلہ کے پاس جا کر اپنے حالات مشکلات اور ضروریات کا اظہار بہت سہل اور مرغوب ہوتا تھا۔ بہ نسبت اس کے کہ وہ اپنے معاملات کا کسی ناظر متعلقہ سے ذکر کریں۔ لوگ حضرت امام جماعت احمدیہ (الثانی) کے حضور پہنچ کر اپنے حالات عرض کرنے میں آسانی اور سہولت پاتے ہیں۔ اور باوجود اس عزت و عظمت کے جو حضور کیلئے قلوب میں ہے۔ اور باوجود اس خوف کے جو اس عظمت و جلال کے تصور سے ہوتا ہے۔ لوگوں کو یہ شعور اور بصیرت ہے۔ کہ وہ آسانی سے عرض کر سکتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ خوف محبت کا نتیجہ ہے۔ لیکن بعض اوقات ناظروں کے پاس جانے میں ان کو جھجک اور ڈر معلوم ہوتا ہے۔ چوہدری صاحب کا وجود ناظروں میں یہ خاص امتیاز رکھتا تھا۔ کہ لوگ ان سے بلاتکلف جا کر عرض حال کر لیتے تھے۔ اور انہوں نے صحیح طور پر حضرت امام جماعت احمدیہ کے منشاء کو سمجھ کر اپنی عملی زندگی سے اس کا ثبوت دیا۔ اپنے ماتحتوں کے ساتھ ان کو گو قدرتی طور پر امتیاز اور تفوق تھا۔ مگر عملاً وہ ایک احمدی سے لے کر ناظر تک سے یکساں سلوک اور یکساں احترام کرتے تھے۔

جب تک وہ زندہ رہے۔ اور سلسلہ کا کام کرتے رہے۔ نہ صرف آنریری طور پر کام کرتے تھے۔ بلکہ سلسلہ کی ہر تحریک میں بڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ اور ان میں اطاعت و فرمانبرداری کی ایسی رُوح تھی۔ کہ وہ پیدا نہیں ہو سکتی۔ جب تک کوئی شخص خدا تعالیٰ کو دیکھ نہ لے۔ اور اس کی تجلیات کا پرتو اس پر پڑ کر اس کی خودی کی ہستی کو جلا نہ دے۔

چوہدری صاحب کی دفتری زندگی

میں اس موقعہ پر چوہدری صاحب کی دفتری زندگی پر ایک نظر کئے بغیر آگے نہیں جا سکتا۔ عام طور پر لوگ آنریری کام کو یا تو اپنی نمائش و نمود کیلئے یا بطور مشغلہ کرتے ہیں۔ مگر چوہدری صاحب اس کام کو اس سے زیادہ عزت و وقعت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ جو کسی دنیوی مفاد اور معاوضہ کے لئے کیا جائے وہ اپنے فرض منصبی کے لئے جہاں تک میرا تجربہ ہے۔ ٹھیک وقت پر دفتر آنے والے تھے۔ اور خواہ کچھ بھی ہو۔ اس طرح پر آیا کرتے تھے جیسے کوئی مزدور کام پہ اس لئے جا رہا ہے۔ کہ اگر دیر ہو جائے گی تو اس کا کچھ نقصان ہو جائے گا۔ اور وہ مادی مفاد سے محروم ہو جائے گا۔ چونکہ نظارتوں کے دفاتر کو جانے کے لئے میرے کوچہ سے گذر کر جانا لازمی ہے۔ اور میں ان نظاروں کو ایک غور طلب اور مطالعہ کی نظر سے دیکھنے کا عادی ہوں۔ میں نے کبھی کسی ناظر کو چوہدری صاحب سے پہلے دفتر کو جاتے ہوئے نہیں دیکھا۔ اور چوہدری صاحب ایسے وقت پر جایا کرتے تھے۔ کہ وقت سے پہلے پہنچ جائیں۔ پھر جب تک وہ دفتر میں رہتے۔ ہر وقت اپنے کام میں مصروف رہتے۔ اور اگر دفتری کام کسی دن ہلکا ہو تو وہ اس وقت کو فارغ سمجھ کر دفتر چھوڑ کر گھر کو نہیں چلے جاتے تھے۔ بلکہ دفتر کے پورے گھنٹوں میں دفتر میں موجود رہتے اور اس فارغ وقت میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کتابوں کا انڈکس تیار کیا کرتے تھے۔ جو نہایت محنت اور دیدہ ریزی کا کام ہے۔ چوہدری صاحب کی عملی دفتری زندگی ان کاغذات سے بخوبی ظاہر ہے۔ جو ان کے سامنے پیش ہوتے۔ وہ کاغذات کو زیادہ دیر تک ملتوی نہ رکھتے تھے۔ فوراً اس پر جو فیصلہ کرنا ہو دیتے تھے۔ یہ امر دیگر ہے کہ اگر مشاورت میں وہ معلق رہے تو معذور تھے۔ ورنہ جہاں ان کو خود کوئی فیصلہ کرنا ہو۔ اسے وہ زیادہ دیر تک رکھنے کے عادی نہ تھے۔ میں خود ایک تیز طبیعت رکھتا ہوں۔ اور مختلف مواقع پر کبھی بحیثیت ناظر کبھی بحیثیت اخبار نویس۔ کبھی بحیثیت ممبر مشاورت اتفاقیہ میں ان سے کاروباری سلسلہ میں ملا ہوں۔ اور میں نے دیکھا کہ وہ اس کے خوگر نہ تھے کہ اپنا تفوق ظاہر کریں۔ یا کام کو کسی وجہ سے التواء میں ڈالیں۔ عام طور پر وہ خود اپنے ہاتھ سے احکام لکھتے۔ لیکن اپنے محرر سے بھی لکھواتے۔ اس میں ان کا طریق عمل یہ نہ تھا۔ کہ محرر ان کے خیالات اور دماغ پر حکومت کرے۔ یا وہ آسانی کے لئے اس پر چھوڑ دیں۔ کہ جو چاہے لکھ دے اور وہ دستخط کر دیں۔ بلکہ وہ خود املاء کراتے تھے۔ اور پھر پڑھ کر اس پر دستخط کرتے۔ قواعد و ضوابط کے پورے پابند وہ اپنے لفظ اور حکم کو قانون نہ سمجھتے تھے۔ بلکہ یہ درجہ ان کے ایمان اور عمل میں صرف حضرت امام جماعت احمدیہ کے ارشاد کو حاصل تھا۔

میں نے بعض اوقات دیکھا کہ وہ ایک نہایت ضروری کام میں مصروف ہیں اور حضرت کا حکم کسی اور کام کے لئے آ گیا جو بظاہر اتنا اہم نہیں۔ مگر وہ جھٹ اس کے لئے کھڑے ہو گئے۔ ایک مرتبہ میں نے کہا۔ کہ چوہدری صاحب اس کو ختم کر لیں فرمایا کہ کام وہی ہے۔ جو حضرت صاحب فرمائیں جب یہ حکم آ گیا تو یہ مقدم ہو گیا ہے۔ غرض وہ وقت کے پابند تھے اور تمام وقت نہایت محنت اور اخلاص سے مصروف کار رہتے تھے اپنے ماتحتوں اور دوسرے لوگوں سے وہ ہمیشہ ایک بھائی کی حیثیت سے اپنے دفتر میں ملتے تھے۔ اور اسی جذبہ نے لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت اور اس محبت کا جائز خوف جو ان کے عہدہ کے لحاظ سے ہو۔ پیدا کر دیا تھا۔ لوگ ان سے اس لئے نہ ڈرتے تھے کہ وہ نعوذ باللہ کوئی سنگ دل اور خوفناک وجود ہے بلکہ یہ خوف ان کی محبت اور اخلاص کا نتیجہ تھا۔ کہ ایسا محسن اور شریف بزرگ کسی وجہ سے ناراض نہ ہو جائے۔ اس خوف کی ویسی ہی مثال ہے جیسی ماں سے۔ بچوں کو ہوتا ہے یا حضرت امام سے ہے۔ اپنے فرض منصبی کی بجا آوری میں وہ تالیف قلوب اور رعایت کے پہلو مدنظر رکھتے تھے۔ مگر انصاف اور فیصلہ کے وقت وہ کسی کی پرواہ نہ کرتے تھے۔ اور یہ کمال تھا کہ ان کے فیصلہ کو باوجودیکہ کسی کے خلاف بھی ہو تو کسی کو ناگوار نہیں ہوتا تھا۔ اس لئے کہ یہ تسلی اور اطمینان ہوتا تھا کہ چوہدری صاحب نے نہایت بے نفسی اور خیرسگالی سے کیا ہے۔

کسی کام سے عذر نہ ہوتا تھا

چوہدری صاحب کے للّٰہی وقف کا ایک عملی ثبوت یہ بھی تھا کہ وہ کبھی کسی کام سے انکار نہ کرتے تھے، جو کام دے دیا جائے۔ وہ اسے کرتے۔ مقبرہ بہشتی کے افسر بھی وہ ایک عرصہ تک رہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور انہوں نے اس کام کو بھی نہایت مستعدی اور محنت کے ساتھ باوجود اپنے دوسرے اہم فرائض اور مشاغل کو پورا کیا۔ اور اس کے علاوہ بعض اوقات کسی کمیشن یا خاص کمیٹی میں کام کرنا پڑا۔ تو اس میں اسی تندہی سے شرکت کی۔ وہ انجمن یا نظارتوں یا کمیشنوں اور کمیٹیوں کے اجلاس میں سب سے زیادہ حاضر باش ممبر ہوتے تھے۔ اور رائے دیتے وقت نہایت احتیاط اور غور سے رائے دیتے تھے۔ کبھی جلدی نہ کرتے۔ طبیعت میں جلد بازی اور جوش بے جا نہ تھا مگر باوجود اس کے سلسلہ کے لئے پوری غیرت اور جوش تھا۔

اِکمرن کا معرکہ شدھی

مجھ کو ذاتی طور پر اس کے دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ جب یو۔پی اور ریاست بھرتپور وغیرہ میں شدھی کی تحریک زوروں پر ہوئی۔ اور اکمرن کے متعلق حکام ریاست کی زبردستیوں کی شکایات پہنچیں تو حضرت امام جماعت احمدیہ (الثانی) نے خاکسار عرفانی کو اس میدان میں اترنے کا حکم دیا اور وہیں حکام ریاست سے گفت و شنید کرنے اور مقابلہ کی انتہائی ہدایات لے کر چلا گیا۔ حضرت چودھری صاحب کو بھی اس معرکہ میں شریک ہونے کا حکم مل گیا۔ چودھری صاحب باوجودیکہ نحیف الجثہ سے تھے۔ اور ساری عمر خدا کے فضل و کرم سے انہوں نے ہر طرح آرام و آسائش میں گذاری تھی۔ پھر عمر کا آخری حصہ اور یو۔پی کی خوفناک گرمی کے ایام مگر وہ مجھ سے زیادہ ہمت اور حوصلہ کے ساتھ میرے شریک کار رہے۔ میں اس زمانہ کو کبھی نہیں بھول سکتا۔ چودھری صاحب کی زندگی کا مطالعہ کرنے کا مجھے کافی موقعہ ملا۔ ہم کو بعض اوقات مشورہ دیا گیا کہ اکمرن میں نہ ٹھہریں مگر ہم نے فیصلہ کر لیا کہ ہم اس کو نہیں چھوڑیں گے۔ چنانچہ ہمارا ڈیرہ اکمرن میں تھا۔ پانی کی تکلیف اور گرمی کی شدت۔ رہنے کو جگہ نہیں۔ چاروں طرف دشمنوں کا حلقہ اور حکام ریاست ان کے مددگار مگر خدا شاہد ہے۔ اور جاننے والے جانتے ہیں کہ ہم اکمرن کے مقام پر اس طرح ڈٹے ہوئے تھے کہ حکام کو بھی حیرت ہوتی تھی۔ قریباً ہر روز بھرت پور جانا پڑتا تھا وہاں کے ارکان سلطنت سے دو بدو باتیں ہوتی تھیں۔ اور ان کو حیرت ہوتی تھی۔ کہ کس طرح پر ہم ان کے گھر پہنچ کر بغیر کسی ادنیٰ سے خوف کے ان سے ان حقوق کا مطالبہ کرتے ہیں۔ جو ہر شخص کو قانوناً حاصل ہیں۔

چودھری صاحب اس وقت بھی ناظر اعلیٰ تھے لیکن مقامی امیر کی حیثیت سے اس وقت ہم چودھری فتح محمد صاحب سیال کے ماتحت تھے۔ میں نے ہمیشہ بایک طور پر اس کا مطالعہ کیا۔ چودھری صاحب قبلہ کو ان احکام اور ہدایات کی پابندی میں نہایت خوش پایا۔ ان کی زندگی ہر میدان میں ایک سبق اور خضر راہ ہے۔ الفضل میں ان کی وفات کا تذکرہ کرتے ہوئے حفظ قرآن کا تذکرہ کیا جا چکا ہے اور یہ معمولی امر نہیں اس پیرانہ سالی میں جبکہ دماغ زیادہ محنت برداشت نہیں کر سکتا۔ انہوں نے خدا تعالےٰ کی رضا کے لئے قرآن مجید کو حفظ کیا۔ اور یہ ایک روح صداقت تھی جو ان کے اندر کام کرتی تھی۔ کسی نے ان سے پوچھا۔ تو کہا کہ قانون کی اتنی بڑی کتابیں حفظ کر لیں اور اب تک بہت بڑا حصہ نظائر کا یاد ہے۔ خدا تعالیٰ کی کتاب کو حفظ نہ کرنا بہت بڑی غلطی ہے۔ پھر قرآن کریم کو حفظ ہی نہیں کیا۔ اسکی تلاوت باقاعدہ کرتے رہتے تھے۔ اور اس طرح پر ان کی زندگی کا ہر لحظہ خدا تعالےٰ ہی کے لئے ہو گیا تھا۔ مختلف اوقات میں ان پر بیماری کے مختلف حملے ہوتے تھے۔ لیکن وہ ذرا سا افاقہ پا لینے پر پھر کام شروع کر دیتے تھے۔ اور کبھی لمبا آرام کرنے کی خواہش ان میں نہ پائی جاتی تھی۔ اور حقیقت میں ان کے مدنظر یہ شعر رہتا تھا:۔

عمر گذشت است و نماند خبر ایامے چند
بہ کہ در یاد کسے صبح کنم شامے چند

وہ دنیا سے عملاً قطع تعلق کر چکے تھے اور خدا میں زندگی بسر کر چکے تھے ان کا چلنا پھرنا سب کچھ خدا ہی کے لئے تھا۔ اگرچہ وہ اپنی جوانی کے ایام میں بھی نیک اور دیندار تھے۔ لیکن بڑھاپے میں جو کام انہوں نے کیا اس پر جوانوں کو بھی رشک آتا ہے۔ اسی بڑھاپے میں قرآن مجید حفظ کیا۔

اسی بڑھاپے میں شدھی کے میدان میں اترے۔ اسی بڑھاپے میں (جبکہ قدرتاً انسان کی دنیوی حرص و آز کا سلسلہ لمبا ہو جاتا ہے) سب کچھ ترک کر کے عملی ہجرت کر کے قادیان آ گئے۔ اور آخر قادیان ہی کی پیاری بستی میں اطمینان اور سکینت کی نیند سو گئے۔

شذرات

نون ۔ سین

پاکستان کی حفاظت

کوئٹہ کے کمانڈ اینڈ سٹاف کالج کے طالب علم افسروں سے خطاب کرتے ہوئے ۲۳ ستمبر کو مرزا اسلم بیگ چیف آف دی آرمی سٹاف نے کہا کہ ملک کی حفاظت کی سب سے اہم ضمانت یہ ہے کہ سارے ملک کے باشندوں کی فوج کے ساتھ ہم آہنگی ہو۔ یہی ایک ایسی بات ہے جو حملہ آور کے حوصلوں کو پست کرتی ہے اور اسے حملہ نہیں کرنے دیتی۔

چیف آف آرمی سٹاف کا یہ خطاب دو گھنٹے تک جاری رہا۔ اس کا مرکزی نکتہ موجودہ حالات میں مرکز کی حفاظت اور پاکستانی فوج کے فرائض تھا۔ انہوں نے کہا کہ اسوقت پاکستان کو جو حفاظتی چیلنج درپیش ہیں ان کا تقاضا یہ ہے کہ فوجی حالات کا جائزہ لیا جائے اور ان میں مناسب تبدیلیاں کی جائیں۔ انہوں نے بتایا کہ ہماری فوجی پالیسی کے تین بنیادی نکات ہیں۔ ایک تو یہ کہ حملہ آور کو حملہ کرنے سے روکا جائے۔ اور اگر ایسا نہ ہو سکے تو یہ کوشش کی جائے کہ حکومت طاقت کی سطح سے گفت و شنید کرے اور یہ کہ حملہ آور کو شکست دی جائے یہ دوسرا پوائنٹ ہے۔ جہاں تک حملہ آور کو حملہ سے رد کنے کا سوال پیدا ہوتا ہے اس کے ضمن میں ہمارا ایمان اور ہماری ہر وقت کی تیاری انتہائی ضروری ہیں۔ یہی وہ بات ہے جس سے ہم حملہ آور کو روک بھی سکتے ہیں اور حملہ ہو جائے تو اسے شکست بھی دے سکتے ہیں اور اسی سے اپنی حکومت کے ہاتھ مضبوط کر سکتے ہیں انہوں نے کہا کہ حملے کو رد کنے اور حملہ کرنے کی صلاحیت نہایت ضروری ہے اور یہی دونوں باتیں ہم نے اپنی فوج میں پیدا کی ہیں جہاں تک جغرافیائی حالات کا تعلق ہے اور علاقے کی تاریخ کو پیش نظر رکھا جاتا ہے اور اس کے ساتھ ہی سپر پاور کی کسی علاقے یا ملک میں دلچسپیوں کو دیکھا جاتا ہے۔ یہی تین چیزیں ایسی ہیں جو عام طور پر علاقائی حفاظت کا باعث بنتی ہیں انہوں نے کہا کہ پاکستان اپنے علاقے میں ایک نہایت اچھی پوزیشن کا مالک ہے۔ اس کے ارد گرد بڑی طاقتیں ہیں۔ ایک طرف روس ہے۔ ایک طرف چین ہے اور ایک اور طرف ہندوستان۔ اور ایران ہیں۔ ان میں سے چین اور ایران کے ساتھ پاکستان کے نہایت گرمجوشی کے تعلقات ہیں جن کی وجہ سے حملے کا خطرہ کافی حد تک کم ہو جاتا ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ ان کے ساتھ تعلقات کو مزید بہتر بنانے سے طاقت کا توازن پاکستان کے پلڑے میں آ پڑتا ہے

تقریر کے بعد آپ نے سوالوں کے جواب بھی دیئے۔ جب ان سے عنقریب ہونے والی فوجی مشقوں کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا یہ بات ہم اپنی طاقت کو آزمانے کے لئے کر رہے ہیں اور یہ معلوم کرنے کے لئے کہ ہم کس حد تک نئے ساز و سامان کو استعمال کرنے کے قابل ہو گئے ہیں۔ انہوں نے افسروں پر اسی بات کا زور دیا کہ انہیں انتہائی طور پر اپنے پیشے میں مہارت حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ آرمی چیف آف سٹاف نے کہا کہ مجھے اس بات سے اتفاق ہے کہ حفاظت کے لئے جس اسلحہ کی ضرورت ہے اس کی ملکی پیداوار نہایت آہستگی سے آگے بڑھ رہی ہے۔ لیکن انہوں نے یہ یقین دہانی بھی کروائی کہ ہر قسم کی کوشش کی جا رہی ہے۔

پاکستان سٹیل

بتایا گیا ہے کہ پاکستان سٹیل کی لانڈری شاپ گزشتہ تین سال سے بیکار پڑی ہے یعنی جب سے اس کا پلانٹ لگایا گیا ہے۔ اسوقت سے ہی اس سے کوئی کام نہیں لیا گیا۔ یہ لانڈری شاپ ۱۹۸۲ء میں قائم کرنا شروع کی گئی تھی اور اسے مکمل ہونے میں ۴ سال لگے تھے اسوقت اس کی لاگت ایک کروڑ روپیہ تھی۔ اس کا سارا ساز و سامان سویڈن کی ایک کمپنی سے منگوایا گیا تھا۔ اور اس کے بدلے میں اپنی مصنوعات سویڈن کو دی گئی تھیں۔ یہ لانڈری شاپ

باقی ص ۷ پر

پروفیسر ڈاکٹر پرویز پروازی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ذہن کے دریچوں سے خودنمائی

(گذشتہ سے پیوستہ)

گورنمنٹ کالج سرگودھا میں پہلی بار ہم مباحثہ میں حصہ لینے گئے۔ تعلیم الاسلام کالج ربوہ کی طرف سے مَیں تھا اور میرے ساتھ اغلباً حفیظ عمر تھے۔ مولینا عبدالسلام عمر کے صاحبزادے۔ ربوہ سے باہر مباحثہ میں حصّہ لینے کا پہلا موقعہ تھا۔ پروفیسر غلام جیلانی اصغر یونین کے انچارج تھے اور ڈاکٹر عابد احمد علی ڈی۔ فل (آکسن) جو ہمارے پرنسپل حضرت مرزا ناصر احمد ایم۔ اے آکسن کے آکسفورڈ فیلو تھے، پرنسپل تھے۔ اسی لئے کالج کی فضا لاکھ اجنبی سہی یہ تسلّی ضرور تھی کہ ہم اجنبی ہاتھوں میں نہیں ہیں۔ موضوع پتہ نہیں کیا تھا اور تقریریں خدا معلوم کیسی رہیں مگر اس وقت مباحثوں کے ناطے جو تعلق دوسرے طلبہ کے ساتھ قائم ہوا وہ رفاقتیں بہت دیرپا ثابت ہوئیں۔ تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے طلبہ کا باہر کے طلبہ کے ساتھ پہلا رابطہ بڑا مفید رہا۔ چنانچہ اس کے بعد جب ہمارے ہاں ربوہ میں مباحثے ہوئے تو لوگ جوق در جوق آئے اور ہمارے سالانہ مباحثے اور ان کے بعد ہماری کالج یونین کا الف لیلوی ڈنر، اور دریائے چناب پر پکنک اور پرنسپل صاحب کے ساتھ مہمان مقررین کا ناشتہ، ایسے مشہور ہوئے کہ اب تک لوگ یاد کرتے ہیں۔ خواب و خیال ہوگئیں ساری حکایتیں!

ہمارے ہاں کالج یونین کے سالانہ مباحثے کیا ہوتے تھے جشن کا سماں ہوتا تھا، سارے پاکستان سے چوٹی کے مقرّر آتے تھے۔ کیفیت و کمیّت کے لحاظ سے معیار بہت بلند ہوتا تھا۔ مجھے یاد ہے کالج میں ہال تو تھا نہیں۔ پہلے مباحثہ کے لئے کالج کی عمارت کے سامنے دل بادل شامیانہ لگایا گیا تھا۔ ربوہ کا شہر بھی مقرّرین کے لئے اجنبی سا تھا۔ پروفیسر نصیر احمد خان، اپنی شگفتہ صورت اور شگفتہ سیرت کے ساتھ چہکتے مہکتے پھرتے تھے۔ ہم لوگ جو فرسٹ ایئر کے طالب علم تھے اور پہلی بار کسی کل پاکستان مباحثہ میں حِصّہ لینے کی جرأت کرنے والے تھے، سہمے بیٹھے تھے مگر مباحثہ ہوا زوردار اور معیاری تقریریں ہوئیں۔ نتائج تو یاد نہیں کیا تھے اور ٹرافی کس نے جیتی تھی مگر ظاہر ہے جہاں عبدالمجید سالک جیسے جج ہوں وہاں کیا کیا رونقیں نہ رہی ہوں گی۔ اس کے بعد یونین کا سالانہ ڈنر ـــ کالج کی چھت پر فانوس روشن کئے گئے تھے۔ مٹی کے چراغ تھے۔ اگر کی خوشبو تھی۔ کھانوں کی اشتہا انگیز مہک۔ مہمانوں کی نستعلیق گفتگو۔ طلباء بھی بڑے شائستہ اور مؤدب اور مہذّب۔ یہ روایتیں جو اس وقت بنیں وہ مدتوں قائم رہیں تاآنکہ کالج قومی تحویل میں جاکر "ہر چیز کہ در کانِ نمک رفت نمک شد" کی تصویر نہیں بن گیا ـــ ہمارے سالانہ ڈنر کے لئے الف لیلوی ڈنر کی اصطلاح بھی اس زمانہ کے چوٹی کے مقرّرین کی وضع کردہ تھی اور اس ڈنر کا فیضان تھا کہ بڑے سے بڑے کالج، اپنے مباحثوں کی تاریخ مقرر کرنے سے پہلے ہم سے مباحثوں کی تاریخ پوچھ لیا کرتے تھے ـــ مگر اب تو جغرافیہ کی کسی کو فکر نہیں ہے تاریخ کا کون پوچھے گا؟ بات مباحثوں تک پہنچی تو شورش کاشمیری یاد آئے۔ شورش جماعت احمدیہ کے کٹّر معاند تھے۔ لاہور کے ایک کالج کے مباحثہ میں منصف تھے جب تعلیم الاسلام کالج ربوہ کا نام پکارا گیا تو چونکے۔ مَیں تقریر کرتے ہوئے خاص طور پر ان کی طرف دیکھتا رہا کہ ان کا ردِّ عمل کیا ہے۔ ان کے چہرے پر سخت ناگواری کے اثرات تھے بھنویں تنی ہیں خنجر ہاتھ میں ہے تن کے بیٹھے ہیں مَیں نے طرح دے کر انہی کے دو چار فقرے دہرا دیئے۔ کوئی اثر نہ ہوا۔ پھر گھاگ مناظروں کی طرح انہی کا ایک شعر پڑھا، ذرا سا بھی نہ ہلے، آخری پینترا یہ بدلا کہ شورش صاحب کے انداز میں، ابوالکلام آزاد کے پانچ سات معرّب اور مفرّس فقرے دہرائے مگر زمیں جنبد نہ جنبد گل محمد، باقی منصفین کہیں کہیں سر ہلاتے تھے مگر شورش صاحب کے بارے میں مضمون واحد ہی رہا۔ ذرا ٹس سے مس نہ ہوئے۔ خیر! ہم لوگ کہاں کے اتنے بڑے مقرّر تھے کہ شورش کاشمیری ہمیں کوئی انعام دے ڈالتے۔ حسبِ توقع باقی دو منصفین کے ہاں تو ہماری پوزیشن خاصی مضبوط تھی مگر شورش صاحب نے ہمیں سرے سے نمبر ہی نہیں دیئے تھے۔ یعنی بین الکلیاتی مباحثوں کی اصطلاح میں ہمیں اس قابل ہی نہیں سمجھا تھا کہ ہمیں نمبر دیئے جائیں۔ جب نتائج کا اعلان ہوا تو بے شمار ساتھیوں اور دوستوں نے ہمدردی کا اظہار کیا کہ آپ کے ساتھ بڑی زیادتی ہوئی ہے مگر ہم نے یہی کہا ایں ہم اندر عاشقی بالائے غم ہائے دگر!

شورش کاشمیری کی اپنی ذات خدا معلوم کیا تھی مگر تھے اپنی ذات میں انجمن۔ جس سے ٹھن جاتی ٹھن جاتی، جماعت احمدیہ کے ساتھ عمر بھر ٹھنی رہی مگر ایسا بھی دیکھنے میں آیا بلکہ پڑھنے میں آیا، جیسا ماہر القادری صاحب نے لکھا ہے کہ "آغا شورش نے مسٹر غلام مصطفیٰ کھر کی گورنری کے مستبد دور میں کلمۂ حق بلند کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی! کھر کے ذاتی کردار و حالات کا "چٹان" میں ایسا تجزیہ کیا کہ کھر صاحب چیں بول گئے۔ مسٹر کھر تنقید کی تاب نہ لا کر شورش مرحوم کے مکان پر پہنچے۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ دونوں کے درمیان کیا گفتگو ہوئی مگر اس دن سے آغا شورش نے ان کے خلاف لکھنا موقوف کر دیا اور مرتے دم تک اپنی اس بے تعلقی اور سکوت کی روش کو نبھاتے رہے۔ کھر سے ملاقات کے بعد اپنے دوستوں سے کہتے تھے کہ کھر برا آدمی نہیں ہے۔"

"مسٹر ذوالفقار علی بھٹو کی مخالفت میں نظم و نثر کے عنوان اور لب و لہجہ بدل بدل کر چٹان میں بہت کچھ لکھا وہ چیز جسے شعر و ادب کی زبان میں علامیت کہتے ہیں اور مجازِ مرسل، ایہام و کنایہ، رمز و اشاریت، تشبیہات اور استعاروں کا تمام میگزین ہجو و تنقید میں صَرف کر دیا۔ ان کی بیباکی، حرفِ برہنہ اور حق گوئی کی دھوم مچی ہوئی تھی مگر سُنا ہے کہ مسٹر بھٹو نے بھی شورش صاحب کے مکان پر قدم رنجہ فرمایا اس کے بعد عزّت مآب وزیر اعظم کے خلاف تنقید کا باب بند کر دیا اور بساط ہی تہہ کر کے رکھ دی گئی۔ انقلابات ہیں زمانے کے"۔

(یادِ رفتگاں از ماہر القادری جلد اوّل ص ۳۳۸)

اب ہم بھلا شورش صاحب کے درِ دولت پر کس برتے پر حاضری دیتے؟ کس برتے پر تتّا پانی! ہاں کالجوں کے بین الکلیاتی مباحثوں کے چند نامی گرامی منصفین کی انصاف پروری کی بڑی دھوم تھی۔ ان میں شیر محمد اختر مرحوم بھی تھے۔ شیر محمد اختر ہفت روزہ "قندیل کے ایڈیٹر تھے۔ نہایت منصف مزاج اور نیک آدمی۔ زبان میں لکنت تھی مگر مباحثوں میں تقریروں کے منصف بنتے اور کبھی کسی کو ان کے فیصلہ پر انگشت نمائی کا موقع نہیں ملا۔ مَیں اور عطاء الکریم شاہد، ایک مباحثہ کے بعد، ان سے ملنے کے لئے قندیل کے دفتر میں گئے۔ بڑے تپاک سے ملے عطاء الکریم سے خاص طور سے التفات فرمایا اور کہا کہ ان کے والد سے پرانی شناسائی ہے۔ ہم نے انہیں اپنے بین الکلیاتی مباحثہ میں جج بننے کی دعوت دی، چنانچہ ربوہ تشریف لائے اور غالباً ایک سے زیادہ مرتبہ تشریف لائے، ہمارے پرنسپل صاحب سیدی حضرت مرزا ناصر احمد سے بطور خاص بڑے تپاک اور خلوص سے ملتے تھے۔ جماعت کے موجودہ امام سیّدی حضرت مرزا طاہر احمد سے خاص طور سے خواہش کر کے ملاقات کی۔ بعد میں مجھ سے کہنے لگے اس شخص کی آنکھوں میں اپنے دادا جیسی کشش ہے۔ یہ بات خود شیر محمد اختر نے مجھ سے کہی کہ ان کے بزرگوں میں سے کئی لوگ احمدی تھے۔ میرا اپنا یہ خیال ہے کہ ہر پڑھا لکھا اور شریف آدمی جو آپ سے ملے اور آپ دل سے اس کی شرافت کے معترف ہو جائیں کھنگال کے دیکھیں تو اس کے قریبی عزیزوں میں سے یا اب و جد میں سے کہیں نہ کہیں کسی نہ کسی کا رشتہ جماعت احمدیہ سے مل جائے گا۔ آج تک تو میرا یہ خیال بلا تخصیص ٹھیک ثابت ہو رہا ہے۔ عارف عبدالمتین سے ایک بار ملاقات ہوئی۔ مَیں نے اپنے ساتھی سے کہا کہ یہ شخص کسی احمدی کے زیر تربیت رہا ہے ورنہ اتنی بردباری اور شرافت یونہی ان کے مزاج میں پیدا

نہیں ہوگئی! لڑکپن کا زمانہ تو تھا ہی جھٹ سوال داغ دیا۔ عارف صاحب کی حسین مسکراہٹ ان کے چہرے پر پھیل گئی۔ کہنے لگے آپ کا خیال درست ہے۔ ہمارا آدھے سے زیادہ خاندان احمدی ہے۔

مباحثوں کی یادداشتوں کا سلسلہ دراز نہ ہو جائے۔ اس زمانہ کے چوٹی کے مقرّرین میں پنجاب یونیورسٹی کے حلقہ میں ارشاد حسین کاظمی بڑے معروف مقرّر تھے۔ آواز گمبھیر تھی اور فی البدیہہ تقریر کرنے میں خاص ملکہ رکھتے تھے۔ غزل بھی خوبصورت کہتے تھے۔ ابھی پچھلے دِنوں "الفضل" میں چوہدری محمد علی صاحب کی غزل شائع ہوئی ہے ـــ جیسے سمندروں میں ہمالے پڑے ہوئے۔ اسی زمین میں ارشاد حسین کاظمی کی غزل تھی۔

ہیں دشتِ غم میں جان کے لالے پڑے ہوئے
چہرے وفا کی دھوپ سے کالے پڑے ہوئے!

ارشاد کاظمی، نہایت ذہین آدمی تھے اسی لئے ہمعصر مقرّرین میں سے اکثر بزعم خویش بڑے مقرّر ان سے بہت جلتے تھے۔ لاء کالج لاہور کے ایک مباحثہ میں کاظمی صاحب کو خدا معلوم کیا سوجھی انگریزی میں تقریر کرنے کھڑے ہوگئے۔ آواز پاٹ دار تھی اس پر استدلال کے بادشاہ سامعین پر چھا گئے۔ میرے پاس احمد رضا قصوری بیٹھے تھے وہ بہت چیں بہ جبیں ہو رہے تھے۔ پہلو پہ پہلو بدل رہے تھے۔ مگر انہیں اعتراض کا موقع نہیں مل رہا تھا۔ مَیں نے قصوری صاحب سے کہا، "سُنا نہیں آپ نے یہ کاظمی کتنے غلط سپیلنگ بول رہا ہے"۔ قصوری صاحب بھولے آدمی۔ بھڑے میں آگئے اور فوراً پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہوگئے۔ "جناب والا! فاضل مقرّر سے کہا جائے کہ وہ غلط سپیلنگ بولنے سے احتراز کریں!" اب فاضل مقرّر تو "سپیلنگ" ٹھیک بولتے تھے یا غلط، قصوری صاحب کو لینے کے دینے پڑ گئے سارا ہال قہقہوں سے گُونج اُٹھا۔ تب قصوری صاحب کو احساس ہُوا کہ اورینٹل کالج کا ایک مقرّر ان کیساتھ کیا ہاتھ کر گیا ہے! بعد کے تجربہ سے بھی یہی ثابت ہوتا رہا کہ قصوری صاحب کو ہمیشہ وقت کے بعد پتہ چلتا ہے کہ ان کے ساتھ کیا ہوگیا ہے۔ پہلے ہلّے میں تو جو جی میں آئے کہہ یا کر

گزرتے ہیں۔

کراچی کے مقرّرین میں سے فتحیاب علی خان اور معراج محمد خان بڑے نمایاں تھے اور اب تو دونوں ماشاء اللہ قومی سطح کے رہنما ہیں۔ کئی مباحثوں میں ہم سے ان سے رسم و راہ رہی۔ نہایت ڈھنگ کے لوگ ہیں۔ اس زمانہ میں پنجاب، سندھ، بنگال، سرحد، بلوچستان میں کوئی تخصیص یا تفریق نہیں تھی سب پاکستانی تھے۔ اب خدا جانے کس کی نظر لگ گئی ہے یا ہمارے اپنے کئے کی سزا ہے۔

فطرت افراد سے اغماض تو کر لیتی ہے
کبھی کرتی نہیں ملّت کے گناہوں کو معاف

کراچی یونیورسٹی اور سندھ یونیورسٹی کے مباحثے یادگار ہوتے تھے۔ حیدر آباد میں سٹی آرٹس کالج کی ٹرافی پاکستان کی سب سے بڑی ٹرافی سمجھی جاتی تھی۔ اس لئے اس کیلئے مقابلہ بھی معرکے کا ہوتا تھا۔ اللہ کے فضل سے مَیں یہ ٹرافی بھی ایک بار جیت چکا ہوں۔ جس مباحثہ میں ہم شریک ہوئے اس میں جناب زیڈ۔ اے بخاری مہمانِ خصوصی تھے۔ اتفاق سے ہم نے ٹرافی جیت لی۔ بخاری صاحب صدارتی ارشادات کیلئے کھڑے ہوئے تو بڑے جذباتی انداز میں کہا کہ مَیں کتنا خوش نصیب ہوں کہ لاہور تشریف سے آنے والے مقرّرین کی تقریریں سُنیں اور اس سے بھی زیادہ خوش نصیبی یہ کہ لاہور والوں نے میری لاج رکھ لی۔ بخاری صاحب کو لاہور سے خاص اُنس تھا۔ بڑے بھائی پطرس بخاری اور چھوٹے ذوالفقار بخاری۔ دونوں نابغہ زندہ ولانِ لاہور میں ان دونوں بھائیوں کا نام ممتاز ہے۔ ذکر پھر سالک کا درمیان میں آرہا ہے۔ پطرس صاحب کے ہاں کوئی نشست تھی۔ چھوٹے بھائی مہمانوں کی خدمت کر رہے تھے۔ پطرس صاحب بڑے بھائی ہونے کا پورا پورا جائز، ناجائز فائدہ اٹھا رہے تھے۔ زلفی یہ کرو۔ زلفی وہ کرو۔ ذوالفقار بخاری نے زچ ہو کر کہا "سالک صاحب! وہ فارسی والا محاورہ کتنا درست ہے کہ "سگ باش برادرِ خورد مباش"۔ پطرس نے لقمہ دیا میاں محاورہ بدل گیا ہے۔ اب یوں بولا جاتا ہے "سگ باش برادرِ سگ مباش"۔

جب دل ڈرتا رہتا ہے تو خدا تعالٰے کو اپنے بندے پر خود رحم آجاتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بچوں کا عالم

پیارے بچو!

اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلامتی اور رحمت اور برکت آپ کو ہمیشہ حاصل رہے۔ اور آپ اچھے اور نیک کاموں میں آگے سے آگے بڑھتے رہیں۔ گذشتہ ایام سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ نے تمام والدین کو تلقین فرمائی تھی کہ بچوں کے لئے دعائیں کریں۔ اپنے بچوں کے لئے بھی اور جماعت کے باقی بچوں کے لئے بھی۔ دراصل حضور کا منشاء یہ تھا کہ جماعت کا کوئی بچہ دعا سے محروم نہیں رہنا چاہیئے۔

● محترمہ صالحہ صاحبہ (معرفت نسیم احمد صالح صاحب۔ چیف انجنیئر ابیکٹریکل شاہ تاج شوگر ملز لمیٹڈ۔ منڈی بہاؤالدین) نے "وہ آنکھ" کے عنوان سے درج ذیل تحریر آپ سب کے لئے بھجوائی ہے۔ یہ واقعہ بھی بہت سبق آموز ہے اور دعا بھی بڑی پیاری ہے۔ تحریر کا متن:

"وہ آنکھ"

پیارے بچو!

حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب جو ہمارے پیارے موجودہ آقا ایدہ اللہ تعالیٰ کے سب سے بڑے حقیقی ماموں تھے۔ جب الازہر یونیورسٹی (مصر) میں پڑھتے تھے تو ایک کمرہ دوسری منزل کا کرائے پر لیا ہُوا تھا۔ آپ کے ساتھ ایک اور لڑکا بھی رہتا تھا۔ آپس میں اکثر مذہبی امور پر بحث ہوتی رہتی وہ اپنے دل میں سخت کینہ اور بغض رکھنے لگا۔ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں ایک دن میں یونیورسٹی سے واپس آیا اور سیڑھیاں چڑھنے لگا اور اس وقت بڑے انہماک سے یہ دعا پڑھ رہا تھا

اللّٰھمّ احْرِسْنَا بِعَیْنِکَ الَّتِی لَا تَنَام وَالنفنا بِرُکْنِکَ الَّذِی لَا یُرَام۔ یعنی اے میرے اللہ میری اُس آنکھ سے حفاظت فرما جو کبھی نہیں سوتی اور اس ستون کا سہارا دے جو کبھی نہیں ٹوٹتا۔ عین اس وقت اوپر سے کسی نے گولی چلائی جو میرے انتہائی قریب سے گزر کر دیوار سے ٹکرا کر واپس مارنے والے کے سینہ میں پیوست ہوگئی۔ (وہ لڑکا اپنا صحیح بیان دیکر مرگیا تھا)

بچو! آپ بھی باقی دعاؤں کے ساتھ اسے بھی شامل کریں۔ اللہ آپ کا نگہبان ہو۔

خاکسار صالحہ

● م۔ ا۔ شاکر کلاس نہم دارالیمن وسطی نے ایک غزل بھجوائی ہے۔ غزل کا موضوع اور اظہار خیال نویں جماعت سے بہت اونچا ہے۔ شاکر کو چاہیئے کہ احمدیت سے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کریں اور نویں جماعت کے معیار کو چار چاند لگائیں۔

● اب کچھ سائنسی باتیں ہو جائیں۔ تو سُنئے، منصور احمد مبشر صاحب نے آپ کے لئے یہ سطور تحریر کی ہیں:

پیارے بچو!

خلائی دوڑ میں جوں جوں پیش رفت ہو رہی ہے انسان کے دماغ میں انوکھے سوالات آتے رہتے ہیں۔ آج کے دَور کا نہایت دلچسپ سوال یہ ہے کہ کیا انسان زمین کے علاوہ کسی اور سیارے پر آباد ہو سکتا ہے؟

اس کا جواب ڈھونڈنے کے لئے سائنسدان لمبے عرصے سے خلاء کو کھنگال رہے ہیں اور کسی ایسے سیارے کی تلاش میں ہیں جہاں زمین سے ملتی جلتی فضا ہو جہاں زندگی ممکن ہو۔ جہاں چاہے پہلے سے موجود زندگی کا پتہ چلایا جائے یا وہاں انسانوں کو آباد کیا جا سکے۔ فی الحقیقت یہ ممکن ہے یا نہیں ایک الگ بات ہے اور اس خیال کو ممکن بنانے کیلئے شب و روز محنت جاری ہے تاہم اب تک کی پیش رفت کے نتیجے میں زمین کا ہمسایہ سیارہ مریخ انسان کی خصوصی توجہ کا مرکز بن گیا ہے جس کے بارے میں مندرجہ ذیل معلومات دلچسپی سے خالی نہ ہونگی۔

مریخ ہمارے نظام شمسی میں واحد سیارہ ہے جس پر زمین سے ملتی جلتی فضا ہے۔ سورج کے گرد گھومنے والے ان سیاروں میں زمین تیسرے اور مریخ چوتھے نمبر پر ہے۔ شاید اسی لیے اس کی کچھ خصوصیات زمین سے ملتی جلتی ہیں، یہاں تک کہ موسموں کے ساتھ اس کی رنگت بھی بدلتی رہتی ہے۔ ہم لوگ سورج سے جتنی دُور ہیں مریخ کا فاصلہ اس سے ڈیڑھ گنا ہے، اس لئے وہاں زیادہ گرمی نہیں ہوتی۔ ہماری زمین کا کرہ جتنا بڑا ہے مریخ کا کرہ اس کا آدھا ہے، البتہ اگر وزن کیا جائے تو ہماری زمین کا وزن مریخ کا دس گنا ہوگا اس کی وجہ مریخ پر کششِ ثقل کا فرق ہے۔ گو ابھی تک کسی قسم کی زندگی کے آثار نظر نہیں آئے لیکن خیال اب بھی یہی ہے کہ وہاں کسی نہ کسی قسم کی زندگی ضرور موجود ہوگی۔

کیوں کیسی لگیں یہ معلومات؟ ہمیں آپ کے خط کا انتظار رہے گا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقیہ: شذرات

بیک وقت ۵۰۰ کلوگرام کپڑا دھو سکتی ہے جس میں کام کرنے والوں کے جُبّے اور افسروں کی یونیفارم شامل ہیں۔ اسے آزادانہ طور پر اپنے آپ سٹور کرنے کے لئے اور اینڈ منسٹر یٹو اسامیوں کے لئے قائم کیا گیا تھا۔ جب پاکستان سٹیل کے ایک افسر سے پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ اس قسم کی لانڈری کا خیال دراصل سوویٹ یونین سے چلا ہے اور وہاں پر تمام امور کا محور مرکز ہوتا ہے پاکستان سٹیل اس بات کی ذمہ دار نہیں ہے کہ وہ اپنے کارکنوں کی یونیفارمیں دھونے کا کام کرے۔ کیونکہ انہیں تنخواہ سے زائد الاؤنس دیا جاتا ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ اگر انتظامیہ یونیفارم خرید کر دے تو پھر یقیناً پاکستان سٹیل کی ذمہ داری ہوگی کہ انہیں دھویا بھی کرے۔ کہتے ہیں کہ پاکستان سٹیل کی اس لانڈری شاپ میں دو فائیو سٹار ہوٹل میں استعمال ہونے والے کپڑے آسانی سے دھل سکتے ہیں۔ یہ دنیا کی جدید ترین لانڈری شاپ ہے۔ بعض ماہرین نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر پاکستان سٹیل اس سے فائدہ اٹھانا نہیں چاہتی تو وہ اسے کسی رفاہی انجمن یا کسی بہت بڑے ہسپتال کو تحفۃً دے دے۔

موصیان اور تعلیم القرآن

قدرت ثانیہ کے تیسرے مظہر حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب نے فرمایا

"چونکہ وصیت کا یا نظام وصیت کا یا موصی صاحبان کا قرآن کریم کی تعلیم، اس کے سیکھنے اور اس کے سکھانے سے ایک گہرا تعلق ہے۔ اس لئے میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ تعلیم القرآن اور وقفِ عارضی کی تحریکوں کو موصی صاحبان کی تنظیم کے ساتھ ملحق کر دیا جائے اور یہ سارے کام ان کے سپرد کیے جائیں۔"

(خطبہ جمعہ۔ الفضل ۱۰ اگست ۱۹۶۶ء صفحہ ۳)

اخبار احمدیہ

درخواست دعا

• مکرم سعید افضال ظفر بٹ امیر جماعت خیرپور عرصہ سے بازو میں شدید درد کی وجہ سے بیمار ہیں۔

• مکرم زاہد اسماعیل صاحب بٹ ابن مبارک اسماعیل صاحب بٹ آف یزمان بعارضہ کھانسی ۴ سال سے بیمار ہیں۔

• مکرم سردار فضل الٰہی صاحب ڈوگر مغربی جرمنی کے ایک ہسپتال میں بعارضہ نمونیہ اور تلی میں نقص ہو جانے کی وجہ سے بیمار ہیں۔

• مکرم قریشی محمد ایوب صاحب صابر آف اُوچ شریف بہاولپور ایک حادثہ میں دائیں بازو میں فریکچر ہو جانے کی وجہ سے بیمار ہیں۔

احباب ان سب بیماروں کی کامل و عاجل صحت یابی کے لئے دعا کریں۔

توسیع اشاعت الفضل

• محترمہ رسول بی بی صاحبہ ۷۱۔ سی سٹیلائٹ ٹاؤن سرگودہا نے دو صد روپے الفضل کو عطیہ بھجوایا ہے اور اپنے بیٹے عزیزم ظفر عباس اور اپنے خاوند مکرم چوہدری عبدالکریم صاحب ٹمبر مرچنٹ کی کامل صحت یابی کے لئے دُعا کی درخواست کی ہے۔ ظفر عباس صاحب کا راولپنڈی میں پتے کا آپریشن ہوا ہے۔ اور چوہدری عبدالکریم صاحب عرصہ دو سال سے بیمار ہیں۔

• مکرم ڈاکٹر ملک نسیم اللہ خان صاحب ربوہ نے اپنی والدہ محترمہ نصرت اللہ بیگم صاحبہ کی طرف سے یکصد روپے الفضل کو عطیہ بھجوایا ہے۔ اور والدہ محترمہ کی بلندیٔ درجات کے لئے دُعا کی درخواست کی ہے۔

• مکرم ملک منصور احمد صاحب سابق ایڈیشنل سیٹلمنٹ کمشنر ٹاؤن شپ لاہور نے الفضل کو یکصد روپے عطیہ بھجوایا ہے اور اپنے بیٹے نعمان احمد جنہوں نے امسال بی۔ اے کا امتحان دیا ہے کے لئے اعلیٰ کامیابی کی درخواست دُعا کی ہے۔

ولادت

مکرم ظہیر الدین صاحب بابر ابن مکرم لعل دین صدیقی صاحب، دارالنصر غربی ربوہ کو اللہ تعالیٰ نے ۱۷ ستمبر ۱۹۸۹ء کو ایک بیٹی کے بعد بیٹا عطا فرمایا ہے۔ حضور انور نے نومولود کا نام فصیح الدین بابر تجویز فرمایا ہے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ بچے کو خادم دین بنائے اور لمبی زندگی عطا فرمائے۔

دُعائے نعم البدل

• مکرم ضیاء اللہ صاحب ظفر مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے ۱۴ اگست کو بچہ عطا فرمایا تھا۔ جو کہ چند یوم زندہ رہ کر بقضائے الٰہی ۳۰ اگست کو وفات پا گیا۔ تمام احباب جماعت کی خدمت میں نعم البدل کے لئے دعا کی درخواست ہے

• مکرم ماسٹر ثناء اللہ صاحب ناصر چندر کے منگولے ضلع سیالکوٹ کے ہاں ۱۶ اگست ۱۹۸۹ء کو دوسرا بیٹا ہوا تھا بچہ وقفِ نو میں شامل تھا لیکن بقضائے الٰہی ۱۰ اکتوبر کو وفات پا گیا ہے۔ احباب جماعت سے والدین کے لئے صبرِ جمیل اور نعم البدل کی درخواست دُعا ہے۔

سانحۂ ارتحال

• نہایت افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ محترمہ ہاجرہ صاحبہ بیگم مکرم میاں محمد حنیف صاحب مینیجر ملٹری ڈیری فارمز بقضائے الٰہی ۲۲ ستمبر کو چھ بجے شام بعمر ۷۲ برس وفات پا گئی ہیں۔ موصوفہ حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب کی ہمشیرہ تھیں۔ عرصہ تین سال سے بعارضہ فالج بیمار تھیں۔ وفات سے اگلے روز بعد نماز عصر بیت المبارک میں مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے موصوفہ کی نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ قبر تیار ہونے پر مولانا موصوف نے ہی دعا کروائی۔ احباب جماعت دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ موصوفہ کے درجات بلند کرتے ہوئے اعلیٰ علیین میں اپنے مقام قرب سے نوازے۔

• نہایت افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ سلسلہ کی بہت ہی مخلص اور مستعد خاتون محترمہ نظیر بیگم صاحبہ زوجہ ڈاکٹر عبدالغفور صاحب کوٹک پاک ریڈ کلینک لاہور چھاؤنی ۱۰ اکتوبر ۸۹ء کی رات کو سی ایم ایچ لاہور میں انتقال کر گئیں۔

موصوفہ شیخ عبدالرشید صاحب بٹالوی کی بیٹی اور ڈاکٹر عبدالغنی صاحب کوٹک آف افریقہ کی بہو تھیں۔ وفات کے وقت موصوفہ کی عمر تقریباً اسّی سال تھی۔ موصوفہ موصیہ تھیں۔ ان کا جنازہ بیت المبارک ربوہ میں بعد نماز عصر مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے پڑھایا اور بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی تدفین کے بعد مکرم ملک منور احمد صاحب جاوید نائب ناظر ضیافت نے دُعا کرائی۔

قرآن شریف وہ کتاب ہے جس نے اپنی عظمتوں اپنی حکمتوں اپنی صداقتوں اپنی بلاغتوں۔ اپنے لطائف و نکات اپنے انوار روحانی کا آپ دعویٰ کیا ہے

دوا تدبیر ہے اور دُعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے

• ہمدردانہ مشورہ اور
• قابلِ اعتماد اصولی علاج
کے لئے

مطب ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ)
گولبازار ربوہ
پوسٹ بکس ۶۰ ۔ فون ۶۳۴

بیرونی مریض فہرست ادویہ و فارم تشخیص و تجویز خط لکھ کر طلب کریں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

غیر ملکی خبریں

• ہندوستان کے وزیر اعظم مسٹر راجیو گاندھی نے ۲۲ نومبر کو ملک میں عام انتخابات کرانے کا اعلان کیا ہے۔ یعنی اپنے عہدے کی میعاد کے خاتمے سے دو مہینے پہلے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ مسٹر گاندھی کو اُمید ہے کہ حزب اختلاف والے اتنی جلدی انتخابات کے لئے تیار نہیں ہونگے اور اگر وہ متحدہ محاذ قائم نہ کر سکے تو ان کی کامیابی کا امکان بہت کم ہے۔

• بنگلہ دیش میں ۴۸ گھنٹوں کی عام ہڑتال جاری ہے۔ جو ٹریڈ یونین فیڈریشن نے کم سے کم اُجرتوں کو دگنا کرنے کے مطالبے کے لئے کرائی ہے۔ جس سے پورے ملک کے بینک، دکانیں، کاروبار اور اسکول متاثر ہیں۔ ٹرانسپورٹ کے نظام میں بھی خلل پڑا ہے اور بنگلہ دیش کی دو بڑی بندرگاہیں چاٹ گام اور منگلہ بند پڑی ہیں۔ ڈھاکے میں بھی مظاہرے جاری ہیں۔

• امریکہ نے اگست کے مہینے میں خسارے کا اعلان کیا ہے جو توقع سے کافی زیادہ ہے۔

ملکی خبریں

• ـــ وفاقی شرعی عدالت نے ووٹروں کو کسی بھی امیدوار یا منتخب نمائندے کی اہلیت کو کسی بھی وقت چیلنج کرنے کا اختیار دے دیا ہے۔ اور حکومت سے کہا ہے کہ وہ ۳۱ دسمبر تک اس بارے میں قوانین میں ترمیم کرے۔ شرعی عدالت نے یہ فیصلہ ہفت روزہ تکبیر، ماہنامہ قومی ڈائجسٹ، اور ماہنامہ اردو ڈائجسٹ کے مدیروں کی طرف سے ۱۸۔ اکتوبر ۱۹۸۸ء کو دائر کی گئی درخواستوں پر دیا ہے۔

• ـــ وزیر اعظم بے نظیر بھٹو کا کوالالمپور پہنچنے پر شاندار خیر مقدم کیا گیا۔

• ـــ آزاد کشمیر میں آئندہ عام انتخابات جون ۱۹۹۰ء میں کرائے جانے کا امکان ہے۔

• ـــ سابق وزیر اعظم محمد خان جونیجو نے کہا ہے کہ موجودہ اسلامی اتحاد موجودہ پارلیمنٹ کی زندگی تک جاری رہے گا۔ انہوں نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ موجودہ حکومت چند ماہ اور جاری رہے۔

• ـــ وزیر اعظم بے نظیر بھٹو نے کوالالمپور میں ایک اخباری انٹرویو میں بھارتی فوجی تیاریوں پر تشویش ظاہر کی ہے۔ بحری طاقت اور میزائلوں کی تیاری کو پاکستان کے لئے پریشان کن قرار دیتے ہوئے بھارت سے اسلحہ کی کمی کے موضوع پر تبادلۂ خیال کی تجویز پیش کی ہے۔

• ـــ حیدر آباد اور اس کے نواح میں سینکڑوں نقاب پوشوں نے دہشت پھیلا دی۔ فائرنگ اور پتھراؤ سے گاڑیوں کو نقصان پہنچایا اور لوٹ مار کی گئی کئی گاڑیاں جلا دی گئیں۔

نادار مریضوں کے علاج کے لئے

فضلِ عمر ہسپتال کو عطایا بھجوائیں

فضل عمر ہسپتال ربوہ میں نادار اور مستحق مریضوں کا علاج مُفت کیا جاتا ہے۔ جماعت کے صاحب حیثیت اور مخیّر احباب سے گذارش ہے کہ وہ اپنے نادار بھائیوں کے علاج کے لئے "مد امداد مریضان" میں زیادہ سے زیادہ عطیات بھجوائیں۔ یہ عطیہ جات براہِ راست مد امداد مریضان خزانہ صدر انجمن احمدیہ یا ہسپتال کے ذریعہ جمع کروائے جا سکتے ہیں۔

ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال

شرح چندہ بیرون پاکستان

ممالک یورپ

پیکٹ بذریعہ ہوائی ڈاک

ہفتہ وار سالانہ چندہ ـــ ۱۳۰۰ روپے

روزانہ سالانہ چندہ ـــ ۱۷۰۰ روپے

ممالک امریکہ

پیکٹ بذریعہ ہوائی ڈاک

ہفتہ وار سالانہ چندہ ـــ ۱۵۰۰ روپے

روزانہ سالانہ چندہ ـــ ۲۰۰۰ روپے

بنگلہ دیش، ایران وغیرہ

پیکٹ بذریعہ ہوائی ڈاک

ہفتہ وار سالانہ چندہ ـــ ۹۰۰ روپے

روزانہ سالانہ چندہ ـــ ۱۱۰۰ روپے

ا۔ پانچ ہزار واقفینِ عارضی بنائیں!

قدرتِ ثانیہ کے تیسرے مظہر حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب نے فرمایا

"پھر مومنیان کے ذمہ ایک یہ کام بھی کیا گیا تھا، کہ جماعت احمدیہ کی عام تربیت کے معیار کو بلند کرنے کے لئے ان کی کوششوں سے کم از کم پانچ ہزار واقفینِ عارضی ہمیں ملنے چاہئیں۔"

(الفضل ۴، فروری ۱۹۷۳ء)

سرزمین قادیان کا اوّلین

مشہور دواخانہ

۱۹۱۱ء سے مصروفِ خدمت

گوجرانوالہ، ربوہ، قلعہ کالر، ملتان، کراچی

۷۳۸۴۴، ۹۰۶، ـــ، ۲۶-۳۱، ـــ

دمہ کورس ASTHMA COURSE — ۴۰ روزہ کورس — قیمت -/۶۰

پرانا نزلہ کورس CATARRH COURSE — مختصر کورس — قیمت -/۱۶

زکام کورس COLD COURSE — مختصر کورس — قیمت -/۱۶

بندش ناک کورس NASAL COURSE — مختصر کورس — قیمت -/۱۶

ٹی۔ بی کورس T.B COURSE — ۳۰ روزہ کورس — قیمت -/۵۰

تفصیلی لٹریچر -/۳ کے ٹکٹ بھیج کر منگوائیں

کیوریٹو میڈیسن کمپنی گولبازار ربوہ

فون: سیلز، کلینک، رہائش ڈاکٹرز

۷۷۱، ۶۰۶، ۶۰۷